مدینے کے ارمان



(نعتیہ کلام)

محمد عبدالرحیم اصغر

شائع کردہ
ادارۂ اشاعت ادب ورنگل (اے پی)

عطیہ برائے اورینٹل کالج
حمایت نگر حیدرآباد

۷۸۶

ورفعنا لک ذکرک

محمد عبدالرحیم اصغر
20-2-82.

مدینے کا ارماں

نعتیہ کلام

محمد عبدالرحیم اصغر

شائع کردہ

ادارۂ اشاعت ادب ورنگل ۲ (اے پی)

طبع اول — ایک ہزار

تاریخ اشاعت — اپریل سنہ ۱۹۷۱ء

قیمت — ایک روپیہ

طباعت — اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار

سرورق ڈزائن — محمد سرور علی افسر

ملنے کے پتے :-

۱- ادارۂ اشاعت ادب ورنگل ۲

۲- مدرسہ عربیہ انوار العلوم ورنگل ۲

۳- اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار حیدرآباد

نذر

شہنشاہِ کونین کی بارگاہ میں ایک ادنیٰ امتی اپنے جگر ریزوں

کی نذر لے کر آیا ہے ع

جو ہو قبول، اس عزّو شرف کا کیا کہنا!

صغریٰ

پیش لفظ

(از جناب محمد سرور علی صاحب افسر معتمد ادارہ اشاعت ادب ورنگل)

بہت دنوں سے یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ ورنگل کے بہت سے اچھے شاعروں کا کلام طبع نہ ہونے سے رفتہ رفتہ ضائع ہو رہا ہے۔ ورنگل میں ایسے بہت سے ادیب اور شاعر گذرے ہیں کہ ان کی تخلیقات کو اگر شائع کر کے منظر عام پر لایا جائے تو علمی اور ادبی سرمائے میں ایک اچھے اضافہ کا باعث ہوگا۔ اسی مقصد کے پیش نظر "ادارہ اشاعت ادب ورنگل" کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور ورنگل کے شعراء اور ادیب حضرات کی ادبی تخلیقات کی تلاش اور ترتیب کا کام بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ اس ادارے کے قیام کا جہاں ایک مقصد یہ ہے کہ قدیم یعنی مرحوم شعراء اور ادیبوں کی تخلیقات کو ضائع ہونے سے بچایا جائے اور انھیں منظر عام پر لایا جائے وہیں دوسرا مقصد یہ بھی ہے کہ موجودہ ادیبوں اور شاعروں کی تخلیقات کو بھی شائع کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

ادارہ جناب محمد عبدالرحیم صاحب اصغر کا مشکور ہے کہ انھوں نے اپنی مختلف مصروفیات کے باوجود نہ صرف ادارے کی صدارت قبول فرمائی بلکہ میری خواہش پر ادارہ کی پہلی اشاعت کے لئے اپنا نعتیہ کلام بھی عنایت فرمایا۔

ادارہ کی پہلی پیشکش "مدینے کا ارمان" جناب اصغر کی ان روح پرور نعتوں کا مجموعہ ہے جو انھوں نے ہادیٔ برحق حضور رحمۃ اللعالمین ؐ کے عشق میں سرشار ہو کر لکھی ہیں۔ ان اشعار میں حضور سے عشق کی بے پناہ تڑپ بھی ہے اور حضور اکرم کے دیار اقدس "مدینۂ طیبہ" پہنچنے کی حسرت اور آرزو بھی۔

بہر حال ہمیں خوشی ہے کہ ہم نعت شریف اور اصلاحی نظموں کے اس پیارے مجموعے کو پہلی بار عوام کے سامنے پیش کرنے کی عزت حاصل کر رہے ہیں۔ ادارہ کی پہلی پیشکش کس معیار کی ہے اور ادب میں اس کا کیا مقام ہے اس کا فیصلہ کرنا ناظرین کا کام ہے۔ فقط۔

محمد سرور علی افسر

حمد

مرے چشم و دل میں بسا ہے تو، تری شان جل جلالہٗ
تو نہاں ہے پھر بھی ہے روبرو، تری شان جل جلالہٗ

ہے ہر ایک شیشے میں جھلک تری، ہے ہر ایک شے میں چمک تری
ترے جلوے بکھرے ہیں چار سو، تری شان جل جلالہٗ

یہ جہاں ہے تجھ سے ہی معتبر، تو ہر ایک شے میں ہے جلوہ گر
تو ہی کائنات کی آبرو، تری شان جل جلالہٗ

ترا مسجدوں میں ہے ولولہ، ترا خانقاہوں میں غلغلہ
ترے ڈنکے بجتے ہیں کو بہ کو، تری شان جل جلالہٗ

ہے صبا کو تری ہی جستجو، ہے گلوں میں تری ہی رنگ و بو
ہے نوائے بلبلِ خوش گلو، تری شان جل جلالہٗ

تری ذات چارۂ بیکساں، ترا نام وجہِ سکونِ جاں
مرے چاک دل کا تو ہی رفو، تری شان جل جلالہٗ

ترا بندہ اصغر بے نوا، نہیں کوئی اس کا ترے سوا
تو ہی اس کا حاصلِ آرزو، تری شان جل جلالہٗ

دو رباعیاں

[illegible]

[illegible]

نعتیں

شہکارِ حق کا جس کی ہے صورت تمہیں تو ہو — خلقِ عظیم جس کی ہے سیرت تمہیں تو ہو

ہے اور کون شافعِ امت تمہیں تو ہو — ہے جس کے سر پہ تاجِ شفاعت تمہیں تو ہو

بندوں کو اپنے خالق و پروردگار سے — سب سے بڑی ملی ہے جو نعمت تمہیں تو ہو

سب انبیاء کے فیض کا در بند ہو چکا — جاری ہے جس کا فیضِ نبوت تمہیں تو ہو

روشن ہے انبیاء سے نبوت کا آسماں — تارے ہیں لاکھوں، ماہِ رسالت تمہیں تو ہو

جب نام آپ کا لیا تسکین ہو گئی — دل کا سکون روح کی راحت تمہیں تو ہو

حق کی نظر میں آپ رؤف و رحیم ہیں — عالم کے حق میں آیۂ رحمت تمہیں تو ہو

فرمایا نیک حق کے، "گنہگار ہیں مرے" — ہے عاصیوں پہ جس کی عنایت تمہیں تو ہو

الفت تمہاری میرے لئے حاصلِ حیات — ایمان ہے عین جس کی محبت تمہیں تو ہو

محشر کے روز ساقیِ کوثر ہیں آپ ہی — ہے اور کون، سرورِ جنت تمہیں تو ہو

جن کا رسول ختمِ رسل ہے ہمیں تو ہیں — جن پر ہوئی ہے ختم رسالت تمہیں تو ہو

اصغر کا دو جہاں میں سہارا ہیں آپ ہی
بے فکر جس کی رکھتی ہے نسبت تمہیں تو ہو

آپ سارے عالم کے رہنما رسول اللہ
آپ دونوں عالم میں مقتدا رسول اللہ

بھیک کچھ دلا دیجئے ان کی جھولی بھر دیجئے
در پہ ہیں کھڑے آ کر بے نوا رسول اللہ

ہند میں رہوں کب تک ہجر کے سہوں صدمے
جلد مجھ کو بلوا لو در پہ یا رسول اللہ

آنکھوں میں لگا لوں گا سرمے کی بجائے میں
آپ کی جو مل جائے خاک پا رسول اللہ

دو جہاں ہوئے اس کے مل گیا خدا اس کو
ہو گیا اگر کوئی آپ کا رسول اللہ

دل میں میرے اب باقی بس یہی ہے اک ارماں
کر دوں آپ پر اپنی جاں فدا رسول اللہ

آپ ہی بتا دیجئے کون ہے دو عالم میں
آپ کے سوا میرا آسرا رسول اللہ

آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور دل تڑپ اٹھا
ذکر جب کبھی آیا آپ کا رسول اللہ

آپ کے رخِ روشن کا خیال جب آیا
دل ہوا ہے ایماں سے پر ضیا رسول اللہ

آپ ہی کے قدموں پر دم میرا نکل جائے!
بس یہی ہے اصغرؔ کی التجا رسول اللہ

ہے شاداں کوئی سیم و زر مل گیا
ہیں ہم خوش محمدؐ کا در مل گیا

اسے اور دنیا میں کیا چاہیئے
نبی کی گلی جسے سنگِ در مل گیا

کسی کو کلیمؑ اور کسی کو خلیلؑ
مگر ہم کو خیر البشرؐ مل گیا

لبوں پر ہمیشہ ہے نامِ نبیؐ
وظیفہ یہ شام و سحر مل گیا

ضرورت کسی اور ہادی کی کیا
محمدؐ سا جب راہبر مل گیا

تلاش اب کسی چارہ گر کی ہو کیوں
محمدؐ سا جب چارہ گر مل گیا

دیا میرے داتا نے اتنا مجھے
کہ امید سے بیشتر مل گیا

عطا کا میں ان کی کروں کیا بیاں
طلب کرنے سے بیشتر مل گیا

مجھے دیکھ کر رشک کرتے ہیں لوگ
بفضلِ خدا اس قدر مل گیا

میں پہنچوں گا اصغرؔ وہاں سر کے بل
جو طیبہ کا اذنِ سفر مل گیا

●

چمکے کبھی تو اپنا ستارا
آئے نظر طیبہ کا نظارا

حسرت ہے دیکھیں، طیبہ کی دیکھوں
صبحِ بہاراں، شامِ دل آرا

اے سیدِ کُل، اے جانِ عالم!
لطف و کرم ہو ہم پر خدارا

ہے ذات تیری تسکیں کا باعث
ہے نام تیرا دل کا سہارا

کیا حالِ فرقت تم کو سناؤں
ٹکڑے جگر ہے دل پارا پارا

میں بھی مدینہ ہو جاؤں حاضر
چشمِ کرم کا گر ہو اشارا

یہ بے حضوری، یہ تم سے دوری
جینا نہیں ہے ایسا گوارا

راحت سی دل کو حاصل ہوئی ہے
جب بیخودی میں تم کو پکارا

دل تم پہ صدقے، جاں تم پہ قرباں
ہم خود تمہارے، کیا ہے ہمارا

تم قبلۂ دل، تم کعبۂ جاں
تم پر ہمارا ہے ناز سارا

ہند میں تڑپے مہجور تا کے
الفت کا مارا، اصغرؔ بچارا

کسے ہے خواہش فرمانروائی یارسول اللہ — تمہارے در کی کافی ہے گدائی یارسول اللہ

مرا مقصد، مرا ارمان، مرا مدعا تم ہو — کروں کیا لے کے میں ساری خدائی یارسول اللہ

میں عاصی آپ سے نسبت پہ فخر و ناز کرتا ہوں — کسی کو ہے جو نازِ پارسائی یارسول اللہ

خوشا بختے ہم امت میں تمہاری ہو گئے پیدا — بڑی قسمت، بڑی تقدیر پائی یارسول اللہ

تمہارے عشق کی دولت رہے دل میں سدا باقی — یہی تو عمر بھر کی ہے کمائی یارسول اللہ

مری سوئی ہوئی تقدیر کو اک شب جگا دیجے — میسر خواب میں ہو رونمائی یارسول اللہ

تڑپتا ہند میں کب تک رہوں کب تک سہوں صدمے — بھلا کب تک مری صبر آزمائی یارسول اللہ

بلاوا جلد اصغرِ محزوں کو طیبہ سے
نہیں اب طاقتِ دردِ جدائی یارسول اللہ

ہاں! چھیڑ غزل مرغِ خوش الحانِ مدینہ — پھر جائے مری نظروں میں گلستانِ مدینہ

پورا کر الٰہی مرا ارمانِ مدینہ — بلوائیں مدینہ مجھے سلطانِ مدینہ

تا حشر خزاں کا اسے کچھ خوف نہیں ہے — اللہ رے بہارِ چمنستانِ مدینہ

کانٹے مجھے اُس دشت کے ہیں پھول سے بڑھ کر — پلکوں سے چنوں خارِ بیابانِ مدینہ

کب دیکھنے ہوتی ہے مدینے میں مری یاد — بلواتے ہیں کب دیکھئے سلطانِ مدینہ

بھر جائے گا مرا گلِ مقصود سے دامن — دیکھوں جو نصیبے سے گلستانِ مدینہ

جلووں سے مسافر کا کبھی جی نہیں بھرتا — آتی ہے نظر روز نئی شانِ مدینہ

پھر کیوں نہ مدینے کا ثنا خواں بنوں میں — سرکار بھی جب خود ہیں ثنا خوانِ مدینہ

خواہش ہے جسے جنت کی ہو دیکھے اسے جاکر — ہے غیرتِ فردوس گلستانِ مدینہ

جنت تری رضوان! مبارک ہو تجھی کو — دل اپنا ہے شیدائے گلستانِ مدینہ

اللہ رے وہ صبح کی رنگینی کا عالم — اے صلِ علیٰ شامِ گلستانِ مدینہ

آرامگہِ سیدِ کونین یہیں ہے — پھر کیوں نہ مری جان ہو قربانِ مدینہ

اصغر ہے نواؤں میں تری جوشِ محبت
اے زمزمہ پردازِ گلستانِ مدینہ

کلمہ سکھایا پیارے نبی نے
قرآں پڑھایا پیارے نبی نے

انساں سارے بھٹکے ہوئے تھے
رستہ بتایا پیارے نبی نے

سب ہو گئے تھے حیواں سے بدتر
انساں بنایا پیارے نبی نے

وحدانیت کا نغمہ سہانا
سب کو سنایا پیارے نبی نے

بندوں کا رشتہ خالق سے جوڑا
حق سے ملایا پیارے نبی نے

تابع خدا کی مرضی کے ہو کر
جینا سکھایا پیارے نبی نے

مخلوق کا ڈر دل سے مٹا کر
رب سے ڈرایا پیارے نبی نے

ناواقفوں کو ہر نیک و بد سے
واقف کرایا پیارے نبی نے

ایماں کی دولت ہم کو دلائی
مسلم بنایا پیارے نبی نے

مقصود کیا ہے اس زندگی کا
ہم کو بتایا پیارے نبی نے

راہِ شریعت پر ہم سبھی کو
چلنا سکھایا پیارے نبی نے

جو کچھ بتایا جو کچھ سکھایا
کر کے دکھایا پیارے نبی نے

نارِ سقر میں گرنے سے ہم کو
آ کر بچایا پیارے نبی نے

ہم سب کی خاطر ہر دکھ کو جھیلا
ہر غم اٹھایا پیارے نبی نے

سر کے بل صفدر جاؤں مدینہ
واں گر بلایا پیارے نبی نے

کیا بیچین ہے بے تاب عشقِ نبی نے — کیا یاد پھر انکو بے چین جی نے
مدینے کے آقا مدینے کے مولا — پکارا ہے پھر آپ کو امتی نے
جگر پارہ پارہ ہے دل ٹکڑے ٹکڑے — وہ توڑی ہے جاں ہجر کی جانکنی نے
ہے بارِ گراں دوش پر اب تو سر بھی — یہ حالت بنائی ہے ناطاقتی نے
محمد محمد محمد محمد — یہی رٹ لگائی ہے دل کی لگی نے
مدینے کو بلوائیے جلد آقا — ہے اک اک گھڑی اب تو سو سو مہینے
زمانے کا کیا حال تم کو سناؤں — دلوں میں مفاسد ہیں سینوں میں کینے
ہزاروں پڑے رنج کے زخم کھانے — ہزاروں پڑے زہر کے گھونٹ پینے
نہیں ہے تمہارے سوا کوئی میرا — مصائب میں مجھکو نہ پوچھا کسی نے
مدینہ بلا کر بس اب شاد کر دو بھی — بہت دکھ دیے ہیں مجھے زندگی نے
مری بھی امیدوں کی کشتی ترا دو — ترائے ہیں تم نے ہزاروں سفینے
بہت ہجر کی بے کلی بڑھ چلی ہے — نہ دے گا یہ آزار اب مجھ کو جینے

تڑپتا رہے ہے ہند میں کب تک اصغر
اے میرے مولا بلا لو مدینے

تجھے پا لیں خود کو کھو کر یہی جشنِ آگہی ہے
یہی زندگی کا مقصد یہی روحِ بندگی ہے

تو چراغِ بزمِ امکاں تو فروغِ چشمِ ہستی
یہ ترا ہی ہے اجالا، یہ تری ہی روشنی ہے

مری روح میں سرایت ہے خمار اس کا ساقی
جو مئے الست میں نے ترے میکدے سے پی ہے

میں ہوں بے نیازِ عالم، ترے آستاں کو پا کر
نہ تو کوئی غم ہی غم ہے نہ کوئی خوشی خوشی ہے

تری یاد سے نہیں ہے مرا کوئی لمحہ خالی
کبھی دل میں یا محمدؐ کبھی لب پہ یا نبیؐ ہے

کروں تجھ پہ کیا تصدق مرے پاس کیا ہے میرا
مرا دل بھی ہے ترا ہی، مری جان بھی تری ہے

تجھے یاد کرتے رہنا، ترا نام لیکے رونا
یونہی دن گزارتا ہوں اور اسی میں زندگی ہے

ترے در پہ چالیسوں میں، مری زندگی گزارو
یہی ایک آرزو اب مرے دل میں رہ گئی ہے

یہ ترا غلام اصغرؔ رہے تجھ سے دور کب تک
ترے در پہ جلد پہنچے یہی اس کو دھن لگی ہے

•

سیدی! چشمِ کرم آپ کی جس پہ ہو جائے
وہ گدا بھی ہو تو قسمت کا سکندر ہو جائے

آپ کا فضل اگر بخت کا یاور ہو جائے
مجھ سا بے مایہ بھی حاضر کبھی در پہ ہو جائے

ان کی سرکار میں اک روز پہنچ جاؤں گا
شوق میرا مری منزل کا جو رہبر ہو جائے

کیا بیاں ہو مرے آقا کی عطا کا عالم
بے نوا بھی کوئی آئے تو تونگر ہو جائے

دیکھ لے چہرۂ پرنورِ محمد کا اگر
آئینہ مہرِ منور کا مکدر ہو جائے

ماہِ یثرب سے مہِ چرخ کو کیا نسبت ہے
ماہِ کنعاں بھی اسے دیکھے تو ششدر ہو جائے

اس کی قسمت پہ کریں رشک زمانے والے
رہروِ راہِ مدینہ اگر اصغر ہو جائے

مدینے کے آقا کی شاں اللہ اللہ　　بھلا ہم سے کیا ہو بیاں اللہ اللہ

بلایا سرِ عرش معراج کی شب　　یہ توقیر یہ عز و شاں اللہ اللہ

مسافر کی طیبہ کے قسمت تو دیکھو　　ہے سرکار کا میہماں اللہ اللہ

خدا رکھے اس کی بہاروں کو قائم　　مدینے کا وہ گلستاں اللہ اللہ

وہ گھاٹی احد کی، وہ طائف کا میداں　　یہ پیارے کا تھا امتحاں اللہ اللہ

نہیں سوئے امت کے غم میں محمدؐ　　وہ راتوں کو اشک رواں اللہ اللہ

کوئی لمحہ خالی نہ تھا یادِ حق سے　　ہمیشہ تھا وردِ زباں اللہ اللہ

ہو جلوت کہ خلوت سدا ذکرِ حق تھا　　عیاں اللہ اللہ، نہاں اللہ اللہ

مجھے نارِ دوزخ کا کیا خوف اصغر

جو سرکارؐ ہیں مہرباں اللہ اللہ

غمِ ہجر کا پھر ہوا زخم تازہ، وہی چشمِ گریاں وہ آہِ سوزاں
مرے دل میں پھر چٹکیاں لے رہا ہے مدینے کا سودا مدینے کا ارماں

نہیں ہے مجھے حسرتِ باغِ رضواں، نہیں ہے مجھے خواہشِ حور و غلماں
تمنا ہے اتنی ان آنکھوں سے دیکھوں مدینے کے کوچے مدینے کی گلیاں

تمنا ہے زر کی، نہ دولت کی خواہش، جو ہے آرزو تو یہی آرزو ہے
مجھے میرے سرکار طیبہ بلائیں، مدینے کا مجھ کو دکھائیں گلستاں

لگائی ہے رٹ دل نے طیبہ کی ہر دم، مدینے کی ہر آن اسے جستجو ہے
یہ مجھ سے سنبھالے سنبھلتا نہیں ہے، اس دل کا ہے بس خدا ہی نگہباں

نہ دل کو سکوں ہے نہ ہے شب کو راحت، وہی ایک دھن ہے، وہی اک لگن ہے
مناؤں میں کس طور بے چین دل کو، کروں کس طرح درد کا اب درماں

تڑپ ہے، خلش ہے، کسک ہے، چبھن ہے، مری زیست ہے اضطرابِ مسلسل
مدینے میں ہے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، مدینے میں ہے میری تسکیں کا ساماں

یہی آرزو ہے کہ دیکھوں وہ بستی جہاں رات دن رحمتیں ہیں برستی
جہاں پر ہیں آرام فرما محمد ﷺ، دو عالم کے آقا، دو عالم کے سلطاں

ادھر بھی کرم کی نظر یا محمد ﷺ، ادھر بھی نگاہِ عنایت خدارا
میں ہوں اصغرِ خستہ مجروحِ الفت، غلامِ غلامِ غلامِ غلاماں

طبیعت ہے پھر مائل مدحِ سرورؐ — اگلنے لگا خامہ مضموں کے گوہر

محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ — دو عالم کے آقا دو عالم کے سرور

نبی مکرم، رسولِ معظم — وہ انسانِ اعظم وہ رحمت سراسر

سراپا امانت، مجسم صداقت — عنایت کا مظہر محبت کا پیکر

یگانہ شجاعت میں ہمت میں یکتا — سخاوت میں ہیں مثل احساں کا مصدر

فصاحت میں ہم پلہ جس کا نہیں ہے — بلاغت میں جس کا نہیں کوئی ہمسر

وہ حسیں کے شمائل کا مظہر ہیں گویا — ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

وجود ان کا اول ظہور ان کا آخر — بباطن مقدم، بظاہر موخر

کبھی آپ دل میں جو تشریف لائے — کئے دیدۂ تر نے موتی نچھاور

کرو تیرگی دور بخت سیہ کی — دکھا کر مجھے اپنا روئے منور

پناہ لوں گا دامن کے سائے میں تیرے
میرا کیا بگاڑے گا خورشید محشر

کوئی دیکھے معراجِ شاہِ مدینہ — ق کوئی دیکھے رفتارِ نورِ مبیںؐ
گئے عرش پر اور دم بھر میں آئے — جو ہلتی تھی زنجیر تھا گرم بستر
لطافت کو کیا پہنچے جسمِ نبیؐ کی — ضیائے قمر یا شمیمِ گلِ تر

شفاعت کی امید ہم کو نہ ہو کیوں — ہمارا نبی شافعِ روزِ محشر
بنیں امتی ان کے نبیوں نے چاہا — کچھ اس شان کے ہیں ہمارے پیمبر
ہمیں خوف کیا حشر کی تشنگی کا — نبی کو ملے ہیں جو تسنیم و کوثر
وہ بھر بھر پلاتے ہیں میکش کو اپنے — ذرا کوئی مانگے تو ساقی سے بڑھ کر
ہوا بند فیضان سب انبیاؑ کا — مگر ہے کھلا حشر تک آپکا در
وہ کس طرح دیتے ہیں دیتے ہیں کیا کیا — ذرا کوئی دیکھے گدا ان کا بن کر
زر و سیم کے سب کو بخشے خزانے — مگر مایۂ مصطفےٰؐ ایک چادر
یہ تیری عنایات الحمد للہ — یہ فیض و عطا تیرا اللہ اکبر
خدا کے خزانے سے ملتا ہے بے شک — مگر سب کو بٹتا ہے تیرے ہی در پر
"ہمیں بھی عنایت ہو شانِ بلالیؓ — ہمیں بھی عطا ہو جلالِ ابوذرؓ"
یہی دل میں ارماں ہے جب جان نکلے — ترا نام لب پر ہو قدموں پہ ہو سر

اسے میرے مولا بلا لو مدینے
تڑپتا رہے ہند میں کب تک اصغر

نعتیہ نظمیں

محمدؐ کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیںؐ

محمدؐ شافعِ روزِ جزا ہیں　　محمدؐ عاصیوں کا آسرا ہیں
محمدؐ تاجدارِ انبیاء ہیں　　محمدؐ شمعِ بزمِ دوسرا ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد بحرِ الطاف و عطا ہیں　　محمد منبعِ جود و سخا ہیں
محمد چشمۂ صدق و صفا ہیں　　محمد پیکرِ صبر و رضا ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد رہبروں کے پیشوا ہیں　　محمد مہبطِ وحیِ خدا ہیں
محمد زندگی کا مدعا ہیں　　محمد نورِ ذاتِ کبریا ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد غمگسارِ بیکساں ہیں　　محمد دستگیرِ ناتواں ہیں
محمد چارۂ بے چارگاں ہیں　　محمد رہنمائے گمرہاں ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد مُبتدائے سالکاں ہیں   محمد منتہائے عاشقاں ہیں
محمد سرورِ کون و مکاں ہیں   محمد بادشاہِ دو جہاں ہیں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد ہیں شفیعِ اہلِ عصیاں   محمد نام نامی راحتِ جاں
محمد کی محبت عینِ ایماں   محمد پر اتارا حق نے قرآں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد مخزنِ اسرارِ حق ہیں   محمد مظہرِ انوارِ حق ہیں
محمد مرکزِ پرکارِ حق ہیں   محمد حق یہ ہے شہکارِ حق ہیں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد مخبرِ صادق لقب ہیں   محمد سیدِ والا نسب ہیں
محمد فخرِ ایران و عرب ہیں   محمد خلقِ آدم کا سبب ہیں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد کاشفِ رازِ سبل ہیں   محمد فخرِ دیں فخرِ رسل ہیں
محمد گلستانِ دیں کے گل ہیں   محمد باعثِ تخلیقِ کل ہیں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد ہادیٔ دینِ مبیں ہیں — محمد قبلۂ اربابِ دیں ہیں
محمد خاتمِ حق کے نگیں ہیں — محمد عرش کے مسند نشیں ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد رحمۃ للعالمیں ہیں — محمد تاجدارِ مرسلیں ہیں
محمد خانۂ دل کے مکیں ہیں — محمد حاملِ دنیا و دیں ہیں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد ہیں شفیعِ روزِ محشر — محمد ہیں حبیبِ ربِ اکبر
محمد سب سے افضل ہیں پیشِ داور — محمد رحمتِ عالم سراسر
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد چارہ سازِ دردمنداں — محمد ہیں طبیبِ دردِ عصیاں
محمد مقصدِ ہر این و ہر آں — محمد ہیں چراغِ بزمِ امکاں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد رازدارِ رازِ یزداں — محمد واقفِ اسرارِ پنہاں
محمد صدرِ بزمِ اہلِ عرفاں — محمد سربسر تفسیرِ قرآں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں
محمد میرے آقا میرے سلطاں　　محمد پر فدا میرے دل و جاں
محمد ہیں مری تسکیں کا ساماں　　محمد اشتغرِ خستہ کا ارماں
محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

مدینے والے!

مرے آقا مرے سرکار مدینے والے! مرے مولا مرے سردار مدینے والے!
اتنی ہے عرضِ گنہگار مدینے والے جبکہ ہوں نزع کے آثار مدینے والے
ہو نصیب آپ کا دیدار مدینے والے!

رات دن مجھ کو مدینے کی لگن رہتی ہے دل میں اک درد کلیجے میں چبھن رہتی ہے
آتشِ شوق کی سینے میں جلن رہتی ہے آپ کی یاد سدا شعلہ فگن رہتی ہے
کیا جیئے ہجر کا بیمار مدینے والے!

میری برسوں کی تمنا میں نہ برباد کرو غم رسیدہ ہوں بہت جلد مجھے یاد کرو
دل کے اجڑے ہوئے کاشانہ کو آباد کرو باغِ یثرب میں بلا کر مرا دل شاد کرو
دیکھ لوں آپ کا گلزار مدینے والے!

پردہ اپنے رخِ روشن سے ہٹا دو مولا دل میں جو آگ لگی ہے وہ بجھا دو مولا
میری سوئی ہوئی تقدیر جگا دو مولا خواب میں صورتِ زیبا کو دکھا دو مولا
ہو کرم اتنا تو اکبار مدینے والے!

لاکھوں پھولوں سے نبوت کا ہے گلشن شاداب انبیاء پھول ہیں آقا ہیں مرے مثلِ گلاب
وہ ستارے ہیں اگر آپ درخشاں مہتاب آپ کا عالمِ امکاں میں نہیں کوئی جواب
آپ خالق کا ہیں شہکار مدینے والے!

آپ کی چشمِ کرم کا جو اشارا ہو جائے مشکل آسان ہو، طوفان کنارا ہو جائے
اصغرِ خستہ کی بخشش کا سہارا ہو جائے ایک رحمت کی نظر اس پہ خدارا ہو جائے
ہے کرم آپ کا درکار مدینے والے!

محسنِ انسانیتؐ کا ظہور

غرقِ ظلمت تھا جہاں، چھائی تھی ہر سُو تیرگی ذلت و پستی کے غاروں میں پڑا تھا آدمی

رفتہ رفتہ مٹ چکے تھے دہر سے آثارِ حق کوئی دنیا میں نہیں تھا کاشفِ اسرارِ حق

کفر کا ادبار بڑھتا جا رہا تھا چار سُو شمعیں سب گل تھیں اندھیرا چھا رہا تھا چار سُو

جانور سے بھی گیا گزرا تھا انساں کا مقام کوئی بن بیٹھا تھا آقا اور تھا کوئی غلام

لُٹ رہی تھی آدمی سے آدمی کی آبرو سب سے ارزاں چیز تھا دنیا میں انساں کا لہو

موت سے بدتر جہاں میں زندگی عورت کی تھی اس کی جاں کی اور عصمت کی نہ تھی قیمت کوئی

بن گئے تھے چور ڈاکو قوم کے اپنی امام سود خواروں کے بس ہاتھوں میں تھی سب کی زمام

تھے بچھے شیطان کے ناپاک پھندے ہر طرف بر سرِ پیکار تھے خالق سے بندے ہر طرف

پُوجے جاتے اپنے ہی ہاتھوں تراشیدہ صنم تھی جبیں انسانیت کی پتھروں کے آگے خم

اشرف المخلوق تھا ارذل کے آگے سجدہ ریز جہل کے باعث وہ فطرت سے تھا سرگرمِ ستیز

سب سے پہلا گھر خدا کا کعبۂ ربِّ جلیل یعنی وہ بیت الحرم معمار تھا جس کا خلیل

اس میں پجتے تھے خدا بن کر ہُبل، لات و منات بے خبر تھے سب کے سب کیا ہے تقاضائے حیات

کارواں تھا راہ گم کردہ، کوئی رہبر نہ تھا رہزنوں کا ڈر تھا منزل کا نہ تھا کوئی پتا

تھا خزاں دیدہ چمن پھولوں میں رعنائی نہ تھی گلشنِ عالم میں مدت سے بہار آئی نہ تھی

خلق پیاسی مضطرب تھی جستجو میں آب کی چشمِ بینا منتظر تھی مہرِ عالمتاب کی

وقت کے ہاتھوں نے پھر تاریخ کا الٹا ورق پھر زمانے میں ہویدا ہو گئے آثارِ حق

چوٹیوں سے نور اک ظاہر ہوا فاران کی
ہر طرف پھیلا اجالا تیرگی سب چھٹ گئی

یا یہ کہیے سینۂ ظلمت سے نکلا آفتاب
جس تا تاریکیاں کرتا حقیقت بے نقاب

جس کی ضو سے جگمگا اٹھے در و دیوار و بام
بن گئی صبحِ مسرت زیست کی غمگین شام

وہ رسولِ ہاشمی وہ رحمۃ للعالمین،
قبلۂ اربابِ الفت ہادیٔ دینِ مبیں

آمنہ کا لال، عبداللہ کا درِ یتیم
جسکی بعثت سارے انسانوں پہ احسانِ عظیم

رکھ دیا جس نے بدل کر گردشِ افلاک کو
عرش کی رفعت عطا کی جس نے مشتِ خاک کو

صفحۂ گیتی پہ برپا کر دیا اک انقلاب
کر دیا تاریخ کا آغاز اک رنگین باب

کر دیا روشن دلوں کو جس نے علمی نور سے
بھر دیا سینوں کو جس نے شعلہ ہائے طور سے

جس نے رازِ ہستیٔ بے بود کی تفسیر کی،
جس نے خوابِ زندگی کی بے خلل تعبیر دی

جس نے بخشی دولتِ خود آگہی انسان کو
جس نے بخشی معرفت کی روشنی انسان کو

گمرہوں کو جس نے بتلائی صراطِ مستقیم
حشر تک جاری رہیگا جس کا فیضانِ عمیم

دے گیا انسانیت کو عرش سے اونچا مقام
ہوں درود اس پر ہزاروں لاکھ ہوں اس پر سلام

سراپائے انور

جہاں میں کسی کو ملا مال و زر — مجھے مل گئی دولتِ مدحِ سرور
میں ہوں عندلیبِ ریاضِ مدینہ — میں ہوں مدح خوانِ رسولِ مطہر
بفضلِ خدا میرا ممدوح وہ ہے — نہیں مرتبہ میں کوئی جس سے بڑھ کر
گدا جس کے در کا ہے خسرو سے ارفع — ہے جس کی غلامی بھی شاہی سے بہتر
یہ تصویر آنکھوں میں، دل میں لبالب — بیاں کر رہا ہوں سراپائے انور
بڑا اور مدور تھا راسِ مبارک — ڈھکا جو عمامے سے رہتا تھا اکثر
اگر شانِ واللیل رکھتی تھیں زلفیں — تو تھا والضحیٰ نکتہ روئے انور
جبینِ مبارک بلند اور روشن — خجل سا ہو جسے دیکھ کر ماہِ انور
دو ابرو ہیں پیوستہ اک دوسرے سے — نکل آئے یا دو ہلال آسماں پر
میں ان کے تصور سے ہوں مست ہر دم — ہیں آنکھیں کہ صہبائے کوثر کے ساغر
ان آنکھوں نے معراج میں حق کو دیکھا — ہوا ان کو دیدارِ حق کا میسر
جو بینی کو دیکھے کوئی چشمِ بینا — تو ہو جائے صانع کی صنعت پہ ششدر
تصور میں ہیں ان کے لب اور دنداں — جچیں خاک نظروں میں لعل اور گوہر
میں دوں گوشِ اطہر کو تشبیہ کس سے — بیاں ان کی توصیف ہو مجھ سے کیونکر
ملائک کی آواز سنتے تھے حضرت — تھا یہ نور کانوں میں کچھ ان کے مضمر
وہ رخسارِ تاباں وہ حق کی تجلا — کہ ہو جائیں بے ہوش موسیٰ بھی آ کر

گھنی نورانی تھی ریشِ مبارک — سفید آٹھ دس اس میں تھے موئے اطہر
تھی آئینہ سا صاف و شفاف گردن — بنے جیسے نورانی سانچے میں ڈھل کر
وہ سینہ کہ تھا معرفت کا خزینہ — منور تھا نورِ الٰہی سے یکسر
تھا سینے کے ہموار بطنِ مبارک — اور اک خطِ مو ناف تک تھا منور
بلند اور چوڑے تھے حضرت کے شانے — بہت صاف و ہموار تھی پشتِ انور
میانِ دو شانہ تھی مُہرِ نبوت — کہ پیغمبری ہو چکی ختم ان پر
سڈول اور پر نور بازوئے اقدس — کفِ دست نرمی میں ریشم سے بڑھ کر
لطیف اور منور جو تھے ساقِ اقدس — تو شفاف و پر نور پائے مطہر
اگر خاکِ پا ان کی پا جائیں جو ہم — ملیں اپنے چہرے پہ غازہ سمجھ کر
کہوں قدِ والا کو طوبائے جنت — یہ سوءِ ادب ہے قیامت کہوں گر
غرض حسن کا ایسا کامل نمونہ — دو عالم میں ڈھونڈو نہ ہو گا میسر

کبھی خواب ہی میں ہو دیدار حاصل
یہ ارمان مدت سے رکھتا ہے اصغر

حسرتِ طیبہ

جو خوش نصیب مدینہ پہنچ گیا ہوگا — وہ اپنے بخت پہ کیا ناز کر رہا ہوگا
سکوں روح کا، آنکھوں کو نور، دل کو سرور — عجیب نعمتیں طیبہ میں پا رہا ہوگا
برستے ہونگے شب و روز فضلِ حق کے انوار — تجلیات کا، رحمت کا در کھلا ہوگا
بہارِ باغِ مدینہ کی دیدنی ہوگی — گلوں پہ غنچوں پہ عالم شباب کا ہوگا
دلوں کو مست کرینگے نسیم کے جھونکے — گلاب دھنک سے روضہ مہک رہا ہوگا
اللہ کے شہرِ مدینہ میں عاشقوں کا ہجوم — عجیب عشق کے منظر دکھا رہا ہوگا
نظر کسی کی لگی ہوگی آستانے پر — تو کوئی گنبدِ خضریٰ کو تک رہا ہوگا
کسی کے لب پہ تبسم کی جھلکیاں ہونگی — تو کوئی فرطِ محبت سے رو رہا ہوگا
کوئی کھڑا ہے گا خاموش اشک بہتے ہوئے — تو کوئی مار کے دھاڑیں بھی رو رہا ہوگا
کوئی کہے گا میں قربان یا رسول اللہ — کوئی "فداک روحی" پکارتا ہوگا
کوئی گزارتا ہوگا وہاں پہ سجدۂ شوق — جہاں پہ نقشِ کفِ پائے مصطفیٰ ہوگا
کوئی تو ہوگا قیام و سجود میں مصروف — کوئی حضور کو قرآں سنا رہا ہوگا
غرض عجیب سماں ہوگا اور عجب منظر — کہ جس کو دیکھ کے ایمان بڑھ رہا ہوگا

وہ دن بھی لائے خدا جب بچشمِ خود اصغر
یہ سب نظارے مدینے میں دیکھتا ہوگا

دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

کب تک میں غم کھاؤں سکھی ری
ہجر کا رنج اٹھاؤں سکھی ری

کب تک دل تڑپاؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

دل کی لگی کو بجھاؤں سکھی ری
من کے پھول کھلاؤں سکھی ری

بگڑی اپنی بناؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

جی میں ہے جاؤں طیبہ نگریا
واہیں گزاروں ساری عمریا

واپس پھر نا آؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

ہاتھ جو ان کی جالی چھولیں
نینا مورے موتی رولیں

جی میں مگر مسکاؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

پیارے نبی کے میں بلہاری
تن من دھن سب ان پر واری

پران بھی ان پہ گنواؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

پیارے نبی جی جو دکھ پائیں
صدقے ہو کر لوں میں بلائیں

دھو دھو پیوں میں پاؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

کر لوں جب میں ان کا درشن
بھینٹ کے دوں یہ اپنا جیون

چوکھٹ پر مر جاؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

پہنچوں گی جب یثرب نگری
خوش ہو گاؤں نعت نبی کی

پد اصغر کے سناؤں سکھی ری
دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

عازمِ مدینہ سے

مدینے کو اے جانے والے مسافر! ہمیں بھی براہِ کرم یاد رکھنا
مبارک ہو حج و زیارت کی دولت ہمیں بھی مرے محترم یاد رکھنا

حضوری کی جس وقت عزت ہو حاصل، غلاموں کا آقا سے احوال کہنا
خدارا حضورِ شہِ دین و دنیا، غریبوں کے درد و الم یاد رکھنا

مدینے کے سرکار کو سب بتانا کہ امت پہ ان کی گزرتی ہے کیا کیا
سرورِ مسرت کی سرمستیوں میں ذرا غم نصیبوں کا غم یاد رکھنا

یہ کہنا مصائب میں امت گھری ہے، خبر لیجئے بے سہاروں کی آقا
گنہگار ہیں گو مگر ہیں تمہارے، ہمیں اے شفیعِ امم یاد رکھنا

جب امت کا احوال سب کہہ چکو تم، مرے دردِ دل کا بھی چرچا کرنا
مجھے بھی ذرا عازمِ خلدِ طیبہ، مرے دردِ دل کی قسم یاد رکھنا

تڑپتا ہوں دن رات فرقت میں یہ بھی، بہت جی میں بھی اشتیاقِ حضوری کا
نظر میں رہے میری بیتابیٔ دل، مرا سوزِ غم، چشمِ نم یاد رکھنا

دعا کے لئے جب بھی ہاتھ اٹھیں گے، گنہگار اصغر کو مت بھول جانا
مری آرزوئیں، مری التجائیں، بہ درگاہِ شاہِ امم یاد رکھنا

حاجیوں کی واپسی پر

بیاں کیا بھلا اُن کی خوش قسمتی ہو، بیاں کیا کروں ان کا اوجِ مقدر
جو ارضِ مقدس سے واپس ہوئے ہیں شرف حج کا، دولت زیارت کی پاکر

سعادت یہ ہر اک سعادت سے بہتر، یہ دولت ہے ہر ایک دولت سے بڑھ کر
بڑی ان کو حاصل ہوئی ہے سعادت، بڑی ان کو دولت ہوئی ہے میسّر

یہ آنکھیں خدا کی قسم محترم ہیں، یہ آنکھیں تو ہیں چوم لینے کے قابل
اِن آنکھوں نے دیکھا ہے آقا کا روضہ، ان آنکھوں نے دیکھا ہے اللہ کا گھر

یہاں سے گئے تھے گنہگار لیکن وہاں سے گناہوں کو بخشا کے آئے
بہا کر حرم میں ندامت کے آنسو، دھلا آئے ہیں سارا عصیاں کا دفتر

جو حج سے ملی مغفرت اور بخشش، زیارت سے حاصل ہوئی ہے شفاعت
کرم ارحم الراحمین کا تھا کیا کم، ہوا رحمتِ دو جہاں کا مکرر

مے عشق و ایماں سے مخمور ہے دل، بسے ہیں نگاہوں میں طیبہ کے جلوے
خدا جانے کیا نور ہیں ساتھ لائے ہیں پُرنور آنکھیں جبینیں منور

وہاں سے جو لوٹ آئے ہیں تازہ تازہ وہاں کی ہر اک بات یاد آ رہی ہے
صدائیں وہی کان میں گونجتی ہیں، مناظر وہی دل میں ہیں جلوہ گستر

وہ احرام میں سب کا ملبوس ہونا، وہ سجدے میں اک ساتھ سر کو جھکانا
اخوت، مساوات کا وہ نظارہ، نمازوں کا ایمان افروز منظر

وہ بیت الحرم جس کو کہتے ہیں کعبہ، وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
زمیں پر وہ عرشِ علیٰ کا نمونہ، تقدس میں عرشِ علیٰ کے برابر

وہ پروانہ دار اس کے اطراف پھرنا، لپٹ کر کبھی اس کے پردے سے رونا
وہ تکبیر و تحمید و تقدیس رب کی، وہ لبیک لبیک سب کی زباں پر

مقامِ براہیم پر وہ نمازیں، حطیمِ مبارک میں وہ التجائیں
کھڑے ہو کے میزابِ رحمت کے نیچے لٹانا وہ آنکھوں سے اشکوں کے گوہر

بجھانا کبھی پیاس زمزم پہ جا کر، کبھی مانگنا ملتزم پر دعائیں
کبھی جا کے رکنِ یمانی کو چھونا، کبھی چومنا سنگِ اسود کو بڑھ کر

وہ سعیِ صفا اور مروہ کا منظر، منیٰ اور عرفات میں وہ حضوری
وہ مزدلفہ کی شب میں الحاح و زاری، وہ تحمید و تسبیح و تہلیل شب بھر

مدینہ کا نقشہ بھی ہے سب نظر میں، وہ پرنور گنبد وہ روضہ کی جالی
حریمِ رسالت کا وہ آستانہ، جہاں جھکتے ہیں بادشاہوں کے بھی سر

رسولِ خدا کی وہ نورانی مسجد، ہے نورٌ علیٰ نور ہر شئے جہاں کی
وہ دلکش ستون اور وہ اونچے منارے، دل افزا در و بام و محراب و منبر

غرض وہ مناظر نظر میں ہیں پھرتے، جو باعث ہیں ایمان میں تازگی کا
وہ آیات و آثار دل میں بسے ہیں جو اسلام کی ہیں صداقت کا مظہر

جو کر آئے ہیں اپنا ایمان تازہ، زباں پر بھی اس کا اثر لازمی ہے
سنا ہے بزرگوں سے، چالیس دن تک دعا حاجیوں کی ہے مقبولِ داور

اب اے حاجیو! تم سے یہ التجا ہے، دعا تم کرو صدقِ دل سے خدارا
اس ارضِ مقدس میں اصغر بھی پہنچے، اسے بھی ہو حج و زیارت میسر

فریاد

اے شہِ رسلیں اے شہنشاہِ دیں، کیجیے بیکسوں پر کرم کی نظر
بیڑا امت کا طوفاں میں ہے آگھرا، جلد لیجیے خدارا ہماری خبر
درد و غم کی کہانی سنائیں کسے، جو گزرتی ہے ہم پر بتائیں کسے
چیر کر اپنا سینہ دکھائیں کسے، چھلنی چھلنی ہے زخموں سے دل اور جگر
بامِ رفعت سے ٹھکرا فلک نے ہمیں، ہائے قعرِ مذلت میں ہم گر پڑے
مال و دولت ہے باقی نہ جاہ و حشم، ہو گئی اپنی دنیا ہی زیر و زبر
ہاں زمانے میں یکتا تھے ہم بھی کبھی، علم و فن میں کوئی اپنا ہمسر نہ تھا
اب تو بے مایہ ہم سا نہیں دہر میں، ہم سا دنیا میں کوئی نہیں بے ہنر
تیرگی بخت کی دور ہوتی نہیں، اپنا بگڑا مقدر سنورتا نہیں
کوئی تدبیر ہوتی نہیں کارگر، نالہ ہے نارسا ہے دعا بے اثر
آپ نے بھی جو چشمِ کرم پھیر لی، ہم گنہگار آخر کہاں جائیں گے
نام لیوا تمہارے ہیں جیسے بھی ہیں، جائیں کس در پہ در آپ کا چھوڑ کر
تابکے ظلم دنیا کے سہتے رہیں، تابکے دہر میں خوار و رسوا رہیں
میرے مولا خدا سے دعا کیجیے، اب تو ہو جائے کایا پلٹ سر بسر
پھر مسلمان عالم میں ممتاز ہوں، ایک ہوں، نیک ہوں اور سر افراز ہوں
پھر سے حاصل کریں عظمتِ ماضیہ، شامِ غم جا کے آئے خوشی کی سحر
ہند میں کب تلک آخر تڑپا رہوں، تابکے ہجر کے صدمے سہتا رہوں
جلد یثرب سے آئے بلاوا مجھے، جلد باندھوں مدینے کا رختِ سفر
اسیرِ محبت جاں کا یہ ارماں ہے تن سے جب جان نکلے تو اس شان سے، آپ کا روئے انور ہو پیشِ نظر، نام نامی لبوں پر ہو قدموں پہ سر

سلام

مصطفےٰ جانِ عالم پہ لاکھوں سلام — فخرِ اولادِ آدم پہ لاکھوں سلام

خلق میں جس سے کوئی مکرم نہیں — اس نبیِ مکرم پہ لاکھوں سلام

دونوں عالم میں انکی ہی ہے روشنی — شمعِ بزمِ دو عالم پہ لاکھوں سلام

حشر تک ہے درِ فیض جن کا کھلا — ان کے فیضانِ پیہم پہ لاکھوں سلام

عاشقوں کے ہیں دل جس میں اُلجھے ہوئے — پیاری زلفوں کے اس خم پہ لاکھوں سلام

غم میں امت کے روتی تھی جو رات بھر — پیاری اس چشمِ پرنم پہ لاکھوں سلام

معترف جس کی سچائی کے تھے عدو — ایسے صدقِ مجسم پہ لاکھوں سلام

جس نے انسان کو بخشا مقامِ بلند — ایسے انسانِ اعظم پہ لاکھوں سلام

اُن کی خاطر بنائے گئے دو جہاں — وجہِ تخلیقِ عالم پہ لاکھوں سلام

بے کس اصغر کا ان کے سوا کون ہے
اس کے ہمدرد ہمدم پہ لاکھوں سلام

متفرق

اسلامی نظمیں

مناجات

اے خدائے علیم و حکیم و بصیر | اے عظیم و رحیم و کریم و قدیر
اے سمیع و مجیب و حبیب و منیب | اے کہ تو ہے رگِ جاں سے بھی قریب
سارے عالم کا ہے تو ہی پروردگار | تو ہی سنتا ہے دکھے دلوں کی پکار
میرے مولا غریبوں کی فریاد سن | بیکسوں کی ضعیفوں کی فریاد سن
بے نوا ہیں ترے در پہ آئے ہوئے | تیرے دربار میں ہاتھ اٹھائے ہوئے
ہم کو تیری ہی رحمت کا ہے آسرا | کس سے مانگیں بتا تو ہی تیرے سوا
تجھ کو سردارِ کونین کا واسطہ | صاحبِ قابَ قوسین کا واسطہ
اے خدا تو ہمیں سیدھا رستہ دکھا | جس پہ چلتے رہے ہیں اولیاء انبیاءؑ
دل میں معبود تیرے سوا ہو نہ غیر | اے خدا خاتمہ کر ہمارا بخیر
دل ہیں اجڑے ہوئے انکو آباد کر | اپنے گھر کو بلا کر ہمیں شاد کر
عمر میں ایک بار اپنا کعبہ دکھا | اپنے پیارے پیمبر کا روضہ دکھا
گردِ کعبہ ہمیں گھومنا ہو نصیب | سنگِ اسود ہمیں چومنا ہو نصیب
علم دے اور عمل کی بھی توفیق دے | ہر عمل ہم کریں پورے اخلاص سے
فانی دنیا کی دل سے محبت نکال | اپنا اور اپنے محبوبؐ کا عشق ڈال
دل میں دے درد اور آنکھ میں دے نمی | عشقِ احمدؐ میں آئے نہ کوئی کمی
آتشِ عشق سینے میں جلتی رہے | ان کی الفت سدا دل میں پلتی رہے

یا الٰہی ہمیں ذکر کا شوق دے — تیرے قرآں میں فکر کا ذوق دے
کر بزرگانِ دیں کی محبت عطا — ہم کو بھی انکے نقشِ قدم پر چلا
اے خدا درد کا سب کے درماں کر — اے خدا مشکلیں سب کی آساں کر
جو ہیں بیمار کر ان کو صحت عطا — جن کو قرضے ہیں کر ان کے قرضے ادا
جو مسافر ہیں پہنچا ان کو وطن — دور کر بے سہاروں کے رنج و محن
جو ہیں بیکار ان کو دلا روزگار — رزق ہے تیرے ہی ہاتھ پروردگار
مومنوں میں محبت دے اور اتفاق — دور کر دے دلوں سے حسد اور نفاق
بول بالا ہو عالم میں اسلام کا — تیرا اور تیرے محبوب کے نام کا
مر گئے جو انہیں بخشش دے اے کریم — نیک توفیق زندوں کو دے اے رحیم
سارے بچوں بڑوں کو نمازی بنا — تو مجاہد بنا ہم کو غازی بنا
سر کٹائیں ہم اپنا تری راہ میں — جان بھی اپنی دیدیں تری چاہ میں
پھر مسلماں کو عالم میں ممتاز کر — دین و دنیا میں ہم کو سرافراز کر

اے خدا یہ دعا کر ہماری قبول
بطفیلِ رسول و آلِ رسول

فضائلِ قرآن مجید

حافظ عمار احمد صاحب ابن حافظ صغیر احمد صاحب انور کے محراب اول منانے کی مسرت میں بتاریخ ۲۶ رمضان المبارک م ۱۷ ر ڈسمبر ۱۹۶۸ء بروز سہ شنبہ جامع مسجد قاسم دولہ مٹھواڑہ ورنگل میں جلسہ ختم القرآن و دستار بندی منایا گیا تھا جس میں مولانا حافظ شبیر احمد صاحب آزہر مہمانِ خصوصی تھے۔ یہ نظم پہلی مرتبہ اسی جلسہ میں پڑھی اور تقسیم کی گئی تھی۔

صغیر

ہے خدائے کریم کا احسان — ہم کو بخشی جو دولتِ ایمان
اس کی رحمت کا کیا ادا ہو شکر — خامہ عاجز ہے اور گنگ زبان
اس کی کیا کیا ہیں نعمتیں ہم پر — دیکھ لو پڑھ کے سورۂ رحمان
فضل سے ہم کو دی نبی بخشا — سارے نبیوں کا جو کہ ہے سلطان
رہبری کیلئے قیامت تک — اس نے ہم کو عطا کیا قرآن
خوش نصیبی سے وہ کتاب ملی — جو کہ جاری ہے جس کا فیضان
علم و حکمت کا یہ خزینہ ہے — اس کی قیمت نہیں ہیں دو جہان
ایک اک حرف اس کا موتی ہے — ایک اک لفظ لولو و مرجان
ہر مرض کے لئے دوا ہے یہ — ہے ہر اک درد کیلئے درمان
اس میں رحمت بھی ہے شفا بھی ہے — پڑھ کے تو دیکھئے ذرا قرآن

حق تعالیٰ کو ہے یہ سب سے عزیز — کیوں نہ ہم بھی رکھیں عزیز از جان
ہے یہ پیارے رسول کا ارشاد — ہے یہ قولِ پیمبرِ ذیشان
زنگ دھوتی ہیں دل کا دو چیزیں — ذکرِ موت اور تلاوتِ قرآن
اس سے بڑھتی ہے خیر اور برکت — جب پڑھا جاتا ہے کہیں قرآن
آتے ہیں اس جگہ ملائک بھی — بھاگتے ہیں وہاں سے سب شیطان
نہیں جس دل میں کچھ کلامِ پاک — گویا وہ دل ہے ایک گھر ویران
نہیں جس بستی میں کوئی حافظ — اس سے اچھا کہیں ہے قبرستان
ہے تلاوت نماز میں افضل — ناظرہ میں بھی کچھ نہیں نقصان
ہے نگہ کیلئے بہت ہی مفید — دیکھ کر گر کوئی پڑھے قرآن
یہ شفاعت کریگا قاری کی — پیشِ حق بن کے حجت و برہان
تھا یہی تو سبب کہ پڑھتے تھے — اپنے اسلاف روز و شب قرآن
پورا قرآن اک دوگانے میں — ختم کرتے تھے حضرت عثمان رضؓ
اکثر اوقات ایک ہی شب میں — ختم کر ڈالتے شہِ جیلاں رحؒ
بعض ایسے بزرگ گزرے ہیں — ختم کرتے تھے روز دو قرآن
سال بھر میں ہم ایک بھی نہ پڑھیں — ہے یہ نعمت کا کسقدر کفران
ہاں مگر اس کا بھی خیال کریں — اس طرف بھی ذرا کریں کچھ دھیان
کسی انساں کی یہ نہیں تصنیف — کسی شاعر کا یہ نہیں، دیوان
ہے یہ خلاقِ دو جہاں کا کلام — یہ رہے دھیان پڑھنے کے دوران
سارے آداب کو رکھیں ملحوظ — ورنہ حاصل نہ ہوگا کچھ فیضان

اسکو صحت کے ساتھ گر نہ پڑھیں
اس سے حاصل نہیں ہے جز نقصان

بعض قاری ہیں ایسے پڑھتے وقت
ان پہ کرتا ہے لعنتیں قرآن

ٹھیک پڑھنے کی سب کو دے توفیق
شوقِ تجوید سب کو دے سبحان

بخشی جاتی ہیں اسکی پشتیں سات
حفظ جس شخص نے کیا قرآن

قول یہ ریب و شک سے بالا ہے
اسمیں کچھ جھوٹ کا نہیں امکان

کیوں ہم اس بات پر یقیں نہ کریں
کسطرح سے نہ اس پہ ہو ایقان

جب کسی اور کا نہیں ہے یہ قول
ہے رسولِ امیں کا یہ فرمان

ہے الٰہی نظام کا دستور
ضابطہ ہے حیات کا قرآن

حق و باطل میں فرق کرتا ہے
اس لئے اسکو کہتے ہیں فرقان

ہے ذریعہ نجات و بخشش کا
سب ہدایت کا اسمیں ہے سامان

اس پہ عامل رہے اگر ہر دم
پھر بھٹکنے نہ پائے گا انسان

دامِ ابلیس میں نہ آئے گا
اس پہ قابو نہ پائے گا شیطان

حق سے الفت کا جس کو ہے دعویٰ
اس پہ لازم ہے الفتِ قرآن

ہیں یہ دو چیزیں لازم و ملزوم
الفتِ حق اور الفتِ قرآن

اس کو قرآں سے عشق ہوتا ہے
سچے مسلم کی ہے یہی پہچان

ہیں فضائل شمار سے باہر
کیا سکت مجھ میں کر سکوں جو بیان

کچھ اسی سے لگاؤ اندازہ
اس سے سمجھو فضیلتِ قرآن

پاکے قرآنِ پاک سے نسبت
بڑھ گیا رتبۂ مہِ رمضان

شب وہ بہتر ہزار ماہ سے ہے
جس میں نازل کیا گیا قرآن

لیکن ایسی کتاب کو افسوس — بھول بیٹھے ہیں ہائے ہم ناداں
چھوڑ بیٹھے ہیں جب سے ہم یہ کتاب — ہم ہوئے جب سے تارکِ قرآں
بن چکے ہیں شریکِ قسمت کے — ذلت و یاس و پستی و حرماں
پھر بھی اتنا ضرور کہتا ہوں — اب بھی ہے دل میں الفتِ قرآں
اب بھی پڑھنے کا شوق باقی ہے — اب بھی ہے حفظ کی طرف رجحاں
ہر جگہ پائے جاتے ہیں حفاظ — ہو عرب یا عجم کہ ہندوستاں
ان سے خالی نہیں بحمد اللہ — فارس و شام و ترکی و ایراں
ان کی ہو جاتی ہے بہار شروع — جب نظر آتا ہے مہِ رمضاں
ساری چھوٹی بڑی مساجد میں — اس مہینے میں سنتے ہیں قرآں
سننا پڑھنے ہی کے برابر ہے — یہ بھی اللہ کا ہے اک احساں
سب کی عرصے سے یہ تمنا تھی — آئیں اس جا بھی حافظِ قرآں
شہر کی اس قدیم جامع میں — سب تراویح میں سنیں قرآں
تاکہ ساری نحوستیں ہوں دور — سال بھر ہو نصیب امن و اماں
رزق اور مال میں ترقی ہو — دل کو فرحت ہو اور اطمیناں
للہ الحمد ہو گیا پورا — سالہا سال آپ کا یہ ارماں
خوش نصیبی سے مل گئے عمار — حافظ اور قاری ہیں یہ خوش الحاں
اتنی چھوٹی سی عمر اور حافظ — دیکھنے والے سارے تھے حیراں
بعہد صحت و بعد خوبی — آپ نے ختم کر لیا قرآں
آج دستار بندی ہے ان کی — آج ہے جلسۂ ختم القرآں

نوجواں ہیں وہ قابلِ تعریف — محنتوں کا ہے جنکی یہ فیضان
تھی عزیز و جمال کی خواہش — غوثِ جیلانی کا بھی تھا ارمان
کی ہیں ان سب نے کوششیں پیہم — اپنے اوقات کو کیا قربان
محنتیں بارور ہوئیں ان کی — انکا تکمیل ہو گیا ارمان
کشتی اپنی لگی کنارے سے — راہ میں آئے گو کئی طوفان
چھوٹے حافظ کی سعی کو بھی ہم — دیکھتے ہیں بنظرِ استحسان
دے خدا ان کی عمر میں برکت — ان کو اپنا عطا کرے عرفان
صحت اور عافیت سے انکو رکھے — شر سے ان کو دلائے امن و امان
ان کے دو چھوٹے بھائی حافظ ہیں — اور حافظ ہیں ان کے اباجان
ان کے تایا بھی اور دادا بھی — فضلِ حق سے ہیں حافظِ قرآن
تایا حضرت یہاں پہ ہیں موجود — اور جلسہ کے خاص ہیں مہمان
یہ گھرانہ ہے لائقِ صد رشک — یہ گھرانہ ہے واقعی ذیشان
یہ گھرانہ ہے لائقِ تقلید — بچہ بچہ ہے حافظِ قرآن
اس گھرانے سے لیں سبق ہم لوگ — حفظ کروا دیں بچوں کو قرآن
عام ہے ہم میں دنیوی تعلیم — دینی تعلیم کا ہی ہے فقدان
اسطرف بھی ذرا توجہ دیں — اسطرف بھی ذرا دھریں کچھ کان
اپنے بچوں کی ذمہ داری سے — ہو نہیں سکتے غافل اور انجان
دینی تعلیم میں کریں امداد — قوم میں اپنا جو بھی ہیں ذی عنوان
کیا ضروری ہے چار دن کیلئے — بنگلہ ہم بنائیں عالیشان

مال و دولت کو یوں تباہ کریں ۔ آخرت میں بھی ہو جائیں خسران
زندگی تو گزر ہی جاتی ہے ۔ جھونپڑی ہو کہ یا کوئی میدان
فانی دنیا کی آرزو کب تک؟ ۔ فانی دنیا کا تابکے ارمان
سو برس بھی جئیں تو مرنا ہے ۔ یاد رکھو کہ کل من علیہا فان
قبر میں سب کو جا کے سونا ہے ۔ کوئی رستم ہو یا کوئی خاقان
موت سب سے بڑی حقیقت ہے ۔ زندگی خود ہے موت کا اعلان
جو ہمیشہ کی زندگی ہے دوست ۔ اس طرف کا بھی چاہیئے کچھ دھیان
آخرت کا بھی چاہیئے کچھ فکر ۔ آخرت کا بھی چاہیئے سامان
حشر میں کچھ نہ کام آئے گا ۔ دولت و حسن و جاہ و عز و شان
کام آئیں گے صرف نیک اعمال ۔ سارا رہ جائیگا یہیں سامان
کام روزہ نماز آئیں گے ۔ کام آئے گا حشر میں قرآن
کام آئے گا صدقہ و خیرات ۔ کام آئے گی دولت ایمان
روز و شب یہ دعا ہے اصغری کی ۔ ہم کو توفیق نیک دے سبحان
آخرت کو سنواریں ہم لوگ ۔ آخرت کا بھی کچھ کریں سامان
کچھ تو اس کا لحاظ و پاس کریں ۔ حق سے باندھا ہے ہم نے جو پیمان

ہو نہ محشر میں اپنی رسوائی
فضل سے ہم کو بخش دے رحمٰن

زندگیٔ جاوید

"میرا ذکر کرو اور میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری مت کرو۔ اے ایمان لانے والو! صبر اور نماز سے مدد لو۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو۔ یہ لوگ حقیقت میں زندہ ہیں مگر تمہیں اسکا شعور نہیں ہے اور ہم تمہیں ضرور خوف اور بھوک سے اور اس کے علاوہ مال، جان اور ثمرات (اولاد) کے نقصان سے آزمائیں گے۔ ان حالات میں صبر کرنے والوں کو بشارت دیدو، جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں "ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں"۔ ان کے رب کی طرف سے ان پر صلوات (عنایات) اور رحمت ہے اور ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں"۔ (سورہ بقرہ آیات ۱۵۲ تا ۱۵۷)

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ تاریخ اسلام ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ میدان کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے رفقاء نے جو اسوہ پیش کیا وہ قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات کی پوری پوری عملی تفسیر ہے اور امام عالیمقام کی ذات ستودہ صفات پوری طرح ان آیات کی مصداق ہے۔ مندرجہ بالا آیات کو پڑھیئے اور واقعہ کربلا پر غور فرمایئے، یہاں ذکر و شکر اور صبر بھی ہے اور نمازوں کا اہتمام بھی یہاں خوف اور بھوک بھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ مال، جان اور اولاد کے نقصان کی

آزمائش بھی، لیکن ان تمام حالات میں آپ نے مصیبت پر صبر اور زبان پر "انا للہ" کے سوا اور کچھ نہیں ہے، اسی لئے شہیدانِ کربلا، "اللہ رب العالمین" کی بشارتِ صلوات و رحمت کے بھی مستحق ہیں اور ہدایت یافتہ کہلانے کے بھی۔

ذیل کا مسدس ۔۔ زیدی کا جاوید قرآنِ پاک کی انھیں آیات کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔

پسرِ شیرِ خدا سبطِ پیمبر ہیں حسینؑ — چمنِ فاطمہ زہراؓ کے گلِ تر ہیں حسینؑ
دین کے پشت پناہ، دین کے یاور ہیں حسینؑ — صبر کے، شکر کے اور حلم کے پیکر ہیں حسینؑ
اک نئے ڈھنگ سے یوں مدحتِ شبیر کروں
گویا قرآن کے آیات کی تفسیر کروں

جتنے اصحاب تھے ان کے رفقاء میں شامل — مہر و الفت کے عطا کے وفا کے حامل
استقامت میں، شجاعت میں، دعا میں کامل — زہد و تقویٰ میں یگانہ تھے تو دیں پر عامل
حسنِ اخلاق کچھ ایسے کہ مثل نمونہ کہئے
یا انھیں صورتِ انساں میں فرشتہ کہئے

ذاکرِ الٰہی، شبِ عاشور بھی محوِ نماز — رات بھر خالقِ اکبر سے رہا راز و نیاز
اور یہ ہم شکلِ پیمبر کی اذاں کا اعجاز — سوز آواز میں ایسا کہ کلیجے ہوں گداز
تازہ ایمان ہر اک صاحبِ ایماں ہو جائے
کوئی کافر بھی جو سن لے تو مسلماں ہو جائے

تھے مصیبت میں مگر شکر لبوں پہ جاری — دل میں تقدیس، زبانوں پہ تھی حمدِ باری
فوجِ اعداء میں ادھر قتل کی ہے تیاری — بہرِ امت ہے یہاں شب میں دعا و زاری
داخلِ باغِ ارم امتِ عاصی ہو جائے
نارِ دوزخ سے عذاب کی خلاصی ہو جائے

رن میں جب تیروں سے تلواروں سے ہم ہوں گھائل | پیاس میں دل بھی نہ پانی کی طرف ہوں مائل
جان دینے میں نہ بچوں کی ہو الفت حائل | اے خدا صبر و عزیمت دے میں تجھ سے سائل

کچھ شکایت نہ دمِ ذبح زباں پر لائیں
ہم کو توفیق دے ہنس ہنس کے گلے کٹوائیں

ایسے عابد کہ پڑھی وقتِ شہادت بھی نماز | آئے مقتل میں بھی وہ یادِ الٰہی سے نہ باز
وہ قیام اور وہ سجدے وہ رکوع کا انداز | وہ تضرع وہ تخشع وہ تحمل وہ نیاز

دیکھے دنیا نے شہید ایسے نہ غازی ایسے
پھر نہ پیدا ہوئے دنیا میں نمازی ایسے

کیا کرے ان کے مراتب کا کوئی اندازہ | خاکِ پا حوریں ملیں رخ پہ سمجھ کر غازہ
ان کے اوصاف کا خوش وضعوں میں ہے آوازہ | یاد ہے انکی سدا دل میں ہمارے تازہ

فلکِ ناموری کے مہ و خورشید ہیں یہ
راہِ حق میں جو مرے زندۂ جاوید ہیں یہ

آہ! کیا حال تھا اللہ کے ان پیاروں کا | خوف تھا بھی کہ تھی نقصان بھی تھا جانوں کا
گریہ و زاری طریقہ نہیں بے باکوں کا | شکوہ شیوہ نہیں تسلیم و رضا والوں کا

امتحاں جتنے لئے حق نے شہِ والا کے
للہ الحمد کہ ہر ایک میں پورے اترے

ہیں گھرے فوجِ یزیدی میں شہِ عرش سریر | فوج ایسی ہے کہ لاکھوں کا ہے انبوہ کثیر
ہے کسی ہاتھ میں خنجر تو کسی ہاتھ میں تیر | لئے پھرتا ہے کوئی نیزہ کوئی شمشیر

سب کو یہ فکر ہے شبیر کا سر ہاتھ لگے
چاہے ایمان چلا جائے پہ سر ہاتھ لگے

یوں تو مہمان نوازی ہے عرب کا مشہور — کربلا میں تھے مگر آلِ نبی جب مجبور
پانی ان کو نہ دیا کھانے کا کیا ہے مذکور — دیں بدبختوں کے باقی نہ تھا ایمان کا نور
چار دن پیاس سے شہزادوں کو بیتاب کیا
آبِ شمشیر سے آخر انہیں سیراب کیا

یوں لٹا احمدِ مرسل کے نواسے کا گھر — نہ تو سامان ہے باقی نہ کوئی زر زیور
نہ کوئی دوست نہ غمخوار نہ کوئی یاور — نہ کوئی قوتِ بازو نہ برادر نہ پسر
کوئی قربانی مجاہد نے نہ باقی چھوڑی
راہِ مولا سے کسی وقت نہ گردن موڑی

سرو کی طرح سے قامت میں اگر تھا کوئی — گلشنِ فاطمہ زہرا کا شجر تھا کوئی
ماں کے ارمانوں کا پالا گلِ تر تھا کوئی — باپ کے نخلِ تمنا کا ثمر تھا کوئی
کیا ہی سرسبز چمن بادِ خزاں نے لوٹا
پتا پتا ہوا تاراج تو بوٹا بوٹا

سب گنوا کر ہوا سرسبز یداللہ کا لال — باغ زہرا کا لٹا کر ہوئے شبیر نہال
نہ کوئی غم نہ کسی کی رنجش نہ ملال — تھا سدا خالق و مالک کی رضا ہی کا خیال
وہ کیا صبر تھا کیا حلم تھا اللہ اللہ
اور کچھ منہ سے نہ نکلا بجز انا للہ

جب مصائب سے تکالیف سے دوچار ہوئے — بادۂ تلخیٔ ایام سے سرشار ہوئے
پھر بشاراتِ الٰہی کے وہ حقدار ہوئے — رب کی صلوات کے رحمت کے سزاوار ہوئے
تھے ہدایت پہ تو کہلائے امامِ آفاق
ہو گئے آیتِ قرآن کے پورے مصداق

پیامِ کربلا

حسینؑ وسعتِ دل میں سما نہیں سکتے
حسینؑ دامِ تخیل میں آ نہیں سکتے

خدا رسول ہی جانیں حسینؑ کا رتبہ
کوئی حسینؑ کا رتبہ بتا نہیں سکتے

لہو سے سینچی ہے نانا کے دین کی کھیتی
حسینؑ! ہم ترا احسان بھلا نہیں سکتے

حسینؑ کا ہے جو احسان ساری امت پر
ہم اس کے بار سے گردن اٹھا نہیں سکتے

جو چھ مہینے میں پائی جنابِ اصغر نے
نظیر ایسی شہادت کی لا نہیں سکتے

جو قتلِ شاہ کے دھبے ہیں آج دامن پر
یہ کوفی حشر تلک بھی مٹا نہیں سکتے

وہ کیا پئیں گے شفاعت کے جام محشر میں
جو تشنہ کام کو پانی پلا نہیں سکتے

ق
یہ آ رہی ہے صدا خاکِ کربلا سے ابھی
ہم اس پیام کو ہرگز بھلا نہیں سکتے

جنھیں صداقت و ایمان و حریت ہو عزیز
وہ سر کٹا سکتے ہیں گردن جھکا نہیں سکتے

وہ جن کے دل میں شہادت کا شوق رقصاں ہو
انھیں ہجومِ مصائب ڈرا نہیں سکتے

خدا رسول کی مرضی میں جس کی مرضی ہو
زباں پہ حرفِ شکایت بھی لا نہیں سکتے

شہید خوں سے بنائیں جو حریت کے نقوش
وہ حادثاتِ زمانہ مٹا نہیں سکتے

یہ کہہ رہا ہے شہیدانِ کربلا کا لہو
ق وہ کیا جئیں گے جو جانیں کھپا نہیں سکتے

جو اپنے عزت و عظمت و دین کی خاطر
لہو میں، آگ میں، یا خوں میں نہا نہیں سکتے

جڑیں وہ کاٹیں گے کیا کفر و شرک و باطل کی — خدا کی راہ میں جو سر کٹا نہیں سکتے

وہ کر سکیں گے بھلا حق کا بول بالا کیا — جو حق کے واسطے جو نہیں لڑا نہیں سکتے

وہ کر سکیں گے بھلا باغِ دین کیا سرسبز — جو اپنے خون کو پانی بنا نہیں سکتے

کوئی نہ پائے گا ان سے نشانِ منزل کا — وہ تارے بن کے کبھی جگمگا نہیں سکتے

امام زندہ ہے اور ان کا نام زندہ ہے
جو کربلا میں دیا تھا پیام زندہ ہے

اٹھو سحری کرو

کیا مبارک مہینہ ہے رمضان کا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو
نعمتوں کا خدا کی کرو حق ادا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

کیسا اللہ نے ہم پہ احسان کیا، اپنی محبوب امت میں پیدا کیا
خیر امت سے ہم کو مخاطب کیا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

ہاتھ پاؤں اسی کے ہیں بخشے ہوئے، تندرستی اسی کی عطا کی ہوئی
فضل کی اس کے کوئی نہیں انتہا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

دن میں روزے رکھو، شب میں سجدے کرو، خوب بندے کے مالک کو راضی کرو
اور کیا چاہیئے وہ اگر خوش ہوا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

اس مہینے کے اعمال مقبول ہیں، ایک نیکی کے بدلے ملیں سات سو
خوب قرآں پڑھو اور مانگو دعا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

ہے ہزاروں مہینوں سے بہتر جو شب وہ شب قدر بھی ہے اسی ماہ میں
جاگو راتوں میں اس شب کو ڈھونڈو ذرا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

اس مہینے کی مقبول گھڑیوں میں تم جب کبھی ہاتھ اٹھاؤ دعا کیلئے
عاصی اصغر کو بھی یاد رکھو ذرا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

الوداع اے شہر رمضاں!

نوٹ:- ذیل کی نظم درحقیقت پوری طرح میری طبعزاد نہیں ہے یہ نظم مجموعہ خطب حرمین شریفین "ترجمہ حضرت شاہ عبدالحی صاحب رح" میں موجود ہے۔ البتہ بحر بدلی ہوئی ہے۔

"رمضان شریف کے آخری عشرہ میں لوگوں کو سحری میں اٹھانے کے لئے میرے بعض دوستوں نے مذکورہ الوداعی نظم پڑھنی چاہی لیکن بحر قدرے طویل ہونے سے پڑھنے میں رکاوٹ محسوس ہوئی۔ ان کی خواہش پر میں نے اصل نظم کے مصرعوں میں ایک ایک لفظ نکال کر بحر بدل دی ہے۔ خیالات اور الفاظ تقریباً وہی ہیں جو مذکورہ اصل نظم میں موجود ہیں۔ البتہ کہیں کہیں میں نے تھوڑی بہت تبدیلی کر دی ہے۔ اصل نظم کے دو تین بند حذف کر دئے ہیں اور اپنی طرف سے دو تین طبع زاد بند کا اضافہ کر دیا ہے۔

اصغر

الوداع اے شہر رمضاں الوداع — الوداع اے ماہ ذیشاں الوداع
الوداع اے ماہ یزداں الوداع — الوداع اے ماہ قرآں الوداع

اس مہینے کو کیا حق نے قبول — اور قرآں کو کیا اس میں نزول
کرتے تھے تکریم اس مہ کی رسول — جب گذر جاتا تو ہوتے تھے ملول

اے شفیع جرم و عصیاں السلام — ماہ حسنات فراواں السلام
کہتے ہیں با چشم گریاں السلام — کہتے ہیں با سینہ بریاں السلام

اب کہاں سننا ہے قرآن کا
اب کہاں تحمیدِ حمدِ کبریا
اب کہاں تسبیح و تہلیل و دعا
اب کہاں زمزمہ تکبیر کا

ہم نے تیرا مرتبہ جانا نہیں
حکم کو اللہ کے مانا نہیں
تیرا رتبہ ہم نے پہچانا نہیں
یہ نہ سوچا مر کے پھر آنا نہیں

آہ کوئی دم کا تو مہمان ہے
یہ ہمارا درد بے درمان ہے
دل جدائی سے تیری بے جان ہے
جلد تو آئے یہی ارمان ہے

الفراق اے ماہِ رمضاں الفراق
تیرے آنے کا رہے گا اشتیاق
تیری فرقت سے نہایت ہم ہیں شاق
تجھ سے پھر ملنے کا ہووے اتفاق

آئیو پھر آئیو پھر آئیو
پھر یوں ہی ہم پر کرم فرمائیو
ساتھ اپنے برکتیں پھر لائیو
ہم گنہگاروں کو پھر بخشائیو

جلد بھیجے تجھ کو پھر ربِ انام
الوداع پڑھتے رہے ہیں ہم مدام
پھر زمانے میں ہو تیرا فیضِ عام
زندگی ہو تو پڑھیں گے پھر سلام

اپنے بستر سے مسلمانو! اٹھو
چھوڑ دو اپنی یہ غفلت چھوڑ دو
آخری روزے ہیں یہ روزے رکھو
ذکر اور تسبیح اللہ کی کرو

اچھی باتیں

اچھی باتیں میں بتاؤں ادھر آؤ بچو!
کام آئیں گی تمہیں سن کے تو سمجھاؤ بچو!

کچھ بھی حاصل نہیں جینا ہے اگر بے مقصد
آئے دنیا میں تو کچھ کر کے دکھاؤ بچو!

اس سے بڑھ کر کوئی دنیا میں نہیں ہے دولت
وقت کو اپنے نہ بیکار گنواؤ بچو!

رکھو کپڑوں کی کتابوں کی صفائی کا خیال
صاف ستھرے رہو ہر روز نہاؤ بچو!

وقت پر کر لو جماعت سے ادا فرض نماز
گھر کو اللہ کے تم شوق سے جاؤ بچو!

اچھے لڑکوں کے رہو ساتھ پڑھو اور کھیلو
ہاں بُرے لڑکوں کو ساتھی نہ بناؤ بچو!

گالیاں بک کے گلی کوچوں میں بیہودہ سی
اپنے ماں باپ کی عزت نہ گنواؤ بچو!

صبح اٹھتے ہی کرو اپنے بزرگوں کو سلام
ان کا کہنا بھی سنو ان کو نہ ستاؤ بچو!

وقت ہوتا ہے تباہ، ہوتے ہیں اخلاق خراب
سنیما دیکھنے بھولے سے نہ جاؤ بچو!

تم کو اللہ نے بخشا ہے اگر مال و منال
بھول کر بھی نہ کبھی فخر جتاؤ بچو!

جتنا معلوم ہے اوروں کو بتاتے جاؤ
تم نے جو سیکھا ہے اوروں کو سکھاؤ بچو!

ہاں! اتوار کو سنو علم بڑھاؤ اپنا
ریڈیو پر کبھی گانے نہ بجاؤ بچو!

حمد اللہ کی تم گاؤ سناؤ نعتیں
فلمی گانے نہ کبھی بھول کے گاؤ بچو!

بیٹھ کے کھاؤ، پیو بیٹھ کے پانی ہر دم
بدتمیزی سے کھڑے ہو کے نہ کھاؤ بچو!

لا کے بازار سے کچھ چیز اکیلے مت کھاؤ
بھائی بہنوں کو بھی تم ساتھ کھلاؤ بچو!

کام کی لکھی ہے کیا پیاری غزل اصغر نے
دیکھیں خواہش، نہ یہاں تو سناؤ بچو!

مسلم بچے کی دعا

اب دعا کرتا ہوں میں ہاتھ اٹھا کر یا رب
دین و دنیا کی بھلائی تو عطا کر یا رب

علم کی شمع کا پروانہ بنانا مجھ کو
جہل کی راہ سے ہر وقت بچانا مجھ کو

سارے احکام شریعت کے بجا لاؤں میں
خدمتِ خلق کروں تیری رضا پاؤں میں

ہو مرا کام فقط تیری اطاعت کرنا
تیرے بندوں کی ترے دین کی خدمت کرنا

دل مرا دولتِ ایماں کا خزینہ ہو جائے
نورِ توحید سے روشن مرا سینہ ہو جائے

نورِ اسلام سے دنیا میں اجالا کر دوں
سارے عالم میں اسی دین کو بالا کر دوں

مسلمانوں کی شادیوں کا حالِ زار

ہو گئے ہائے مسلمانوں کے کیا لیل و نہار
امتِ مرحومہ کا کیا ہو گیا ہے حالِ زار

دین کا سرسبز گلشن کب کا ویراں ہو چکا
روٹھ کر جا بھی چکی کب کی گلستاں سے بہار

پرچم اپنی عظمت و سطوت کے سب ہم کھو چکے
چھن گئی ہم سے حکومت کھو گیا اپنا وقار

آج دنیا میں نہیں باقی کوئی اپنا مقام
ہو رہے ہیں ہر طرف بدنام و رسوا اور خوار

اب بھی لیکن ہم مسلمانوں کو شرم آتی نہیں
بادۂ عشرت کا اب تک بھی نہیں اترا خمار

کچھ خیال اب بھی سنبھلنے کا ہمیں آتا نہیں
ٹھوکریں کھا کر پہ ٹھوکریں گو لگ رہی ہیں بار بار

گو زمانہ ہے ہمیں بالکل مٹانے پر تُلا
خوابِ غفلت سے مگر ہوتے نہیں ہم ہوشیار

ہیں رسوم و رسم کے چکر میں اب تک مبتلا
اور غضب یہ ہے انھیں مانے ہیں ہم سمجھے ہیں وقار

دیکھ کر سب چپ رہوں غیرت نہیں کرتی قبول
سچ اگر کہتا ہوں تو ہوتا ہے سب کو ناگوار

خواہ اس سے خوش ہو کوئی یا کوئی ناراض ہو
عرض کرنا چاہتا ہوں شادیوں کا حالِ زار

ایسے بگڑے رسم میں مسلمانوں کی شادی کے طریق
ہو رہی ہیں سنتیں پامال جس میں بے شمار

چھوڑ ڈالے ہم نے سیدھے سادے اسلامی اصول
سب طریقے کر لیے غیروں کے ہم نے اختیار

فلمی گانوں کی ریکارڈنگ اور یہ نخوت کا ناچ
سچ اگر پوچھو تو ہے یہ سب نئے ماحول کا خمار

کام وہ سب ہیں جو باعثِ خفگی ہیں
ان کو ہم سمجھے ہوئے ہیں باعثِ شہرت و افتخار

مہندی، سانچق اور دھوم دھڑکا، بینڈ باجہ اور بری
جگہ جگہ پھیلی ہے اتنی بیہودہ رسموں کا شکار

اب حسب کو اور نسب کو پوچھتا کوئی نہیں
رہ گیا ہے مال و دولت پر شرافت کا مدار

دینداری، عزت و عصمت نہیں ہے کوئی چیز
اب ہے جوڑے کی رقم پر شادیوں کا انحصار

صورت و سیرت کی آئیں گی نظر کیا خامیاں ۔۔۔ مال اور دولت کا جب ہے بھوت ذہنوں پر سوار

شادی ہے سرکار ؐ کی سنت یہ سنتے تھے کبھی ۔۔۔ اب تو شادی بن چکی ہے اچھا خاصا کاروبار

لڑکے والوں کی یہ اک طرفہ تجارت خوب ہے ۔۔۔ نقد لیتے ہیں رقم اور مہر رکھتے ہیں ادھار

کچھ انھوں نے بھی بگاڑا لڑکے والوں کا مزاج ۔۔۔ اہلِ ثروت لڑکی والے بھی ہیں اس کے ذمہ دار

ان کو ملت کے غریبوں کا نہیں کچھ بھی خیال ۔۔۔ مست اپنی دولت و ثروت میں ہیں سرمایہ دار

قوم کے کاموں میں دس پیسے کبھی دیتے نہیں ۔۔۔ ایک شادی میں اڑا دیتے ہیں یہ دس دس ہزار

دین اور ملت کی خدمت بھی تو تیرا فرض ہے ۔۔۔ ذمہ داری اپنا کر محسوس اے سرمایہ دار

کتنے شعبے ہیں مسلمانوں کے محتاجِ کرم ۔۔۔ نوجواں ہیں کتنے ہی آوارہ اور بے روزگار

کیا کمائی میں تری کچھ بھی نہیں حقِ غریب ۔۔۔ سائل و محتاج کیا اس میں نہیں ہیں حصہ دار

کیا خوشی دنیا میں تیرے ہی لیے پیدا ہوئی ۔۔۔ کیا غریبوں کو نہیں ہے کچھ خوشی کا اختیار

شادیوں میں مال اور دولت لٹانا چھوڑ دے ۔۔۔ کر ریاکاری کے دھبوں سے نہ دامن داغدار

قوم میں ہیں سوچ کتنی ان بیاہی بچیاں ۔۔۔ سوچ کتنی لڑکیاں ہیں خستہ حال و سوگوار

ایسی بے کس بچیوں کی شادیوں میں کر مدد ۔۔۔ تاکہ راضی تجھ سے ہو جائے ترا پروردگار

فائدہ کچھ قوم کو تجھ سے نہیں پہنچا تو کیا ۔۔۔ تو اگر ہے ذی حشم ذی حیثیت ذی اقتدار

دردِ ملت کا ترے دل میں نہیں تو کچھ نہیں ۔۔۔ خواہ تو اپنے کو سمجھے متقی پرہیزگار

کہہ چکا کہنا تھا جو سرمایہ داروں سے تجھے ۔۔۔ نوجواں بھی اب ذرا سن لے دکھے دل کی پکار

کر دیا برباد تو نے گلستاں اسلام کا ۔۔۔ زر پرست اے نوجواں اسلام کے اے [illegible]

مرد ہو کر مال پر عورت کے رکھتا ہے نظر ۔۔۔ ہائے تو نے کھو دیا مردانہ غیرت کا وقار

مانگتا ہے کس منہ سے ان غریبوں سے جہیز ۔۔۔ زندگی خود جن کی عسرت کے سبب ہے ایک بار

کر طلب کرنا روپے ہے ان سے جوڑے کی رقم
جو مہاجن سے لیا کرتے ہیں غلہ بھی ادھار

وہ بھی جا شاید یوں غریبوں کا ہو سکتا نہیں
تجھ سے بہتر ہے کئی دیتے یہودی سود خوار

سوچ کتنی لڑکیاں ہیں قوم میں نا کتخدا
ہو چکیں یا جو آہ تیری زر پرستی کا شکار!

جن کی عزت کے سبب کوئی پیام آتا نہیں
تھک گئی ہے راہ تکتے تکتے چشم انتظار

دوش پر جنکے ہے انکی نوجوانی ایک بوجھ
جنکے کندھوں پر متاعِ زندگی ہے ایک بار

سینکڑوں دلکش تمناؤں کا خون جن کا دل
جن کا سینہ ہے ہزاروں آرزوؤں کا قرار

بال الجھے ہو چلے رخ جا چکا جن کا شباب
ہو چکی کب کی خزاں سے آشنا جنکی بہار

کچھ نہیں ہے اسکے سوا ان بےزبانوں کا قصور
ہیں تہی کیسہ نہیں ماں باپ انکے مالدار

لا نہیں سکتیں یہ اپنے ساتھ جوڑے کی رقم
لا نہیں سکتیں یہ موٹر اور بنگلے شاندار

چھوڑ دو اب اے مسلمانو! تجارت عقد کی
مت بنا ڈالو خدارا شادیوں کو بیوپار

چھوڑ دو بہر خدا اسلام نے بیہودہ رسوم
فائدہ کچھ ان طریقوں سے نہیں ہے زینہار

ترک کر دو آج سے سب غیر اسلامی رواج
کرو سیدھا سادہ اسلامی طریق اختیار

سنتوں کے پھر رسول اللہ صلعم کی عامل بنو
پھر غلامی کا نبی کی کر لو رشتہ استوار

پیروی میں ہے نبی کی دین و دنیا کی فلاح
پیروی سے ہی نبی کی ہوگا اپنا بیڑا پار

فرض سمجھانے کا اصغر نے تو پورا کر دیا
مانو اسکی یا نہ مانو اب تمہارا اختیار

—

ختم شد

کتاب ہذا کے پہلے اڈیشن کا منافع

ادارہ اشاعت ادب ورنگل

اور

مدرسہ عربیہ انوار العلوم ورنگل کے لئے وقف

کیا گیا ہے